Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
(Bi-Annual) Trilingual: Urdu, Arabic and English
ISSN: 2707-1200 (Print) 2707-1219 (Electronic)
Home Page: http://www.arjish.com
Approved by HEC in "Y" Category
Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.
Published by the Al-Khadim Foundation which is a registered organization under the Societies Registration ACT.XXI of 1860 of Pakistan
Website: www.arjish.com
Copyright Al Khadim Foundation All Rights Reserved © 2020
This work is licensed under a
Creative Commons Attribution 4.0 International License

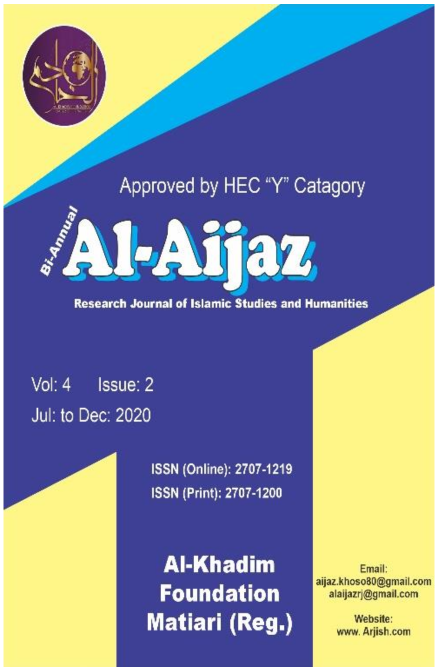

TOPIC:

Tawali-al-Anwar Sharh Durr-al-Mukhtar: a comprehensive analysis

AUTHORS:

1. Abdul Ghaffar Madani, Assistant Professor, Shaheed Benazir Bhutto University.
Email: abdulghaffar_sng@sbbusba.edu.pk, https://orcid.org/0000-0001-5053-1844
2. Aijaz Ali Khoso, Assistant Professor, University of Sufism and Modern Sciences, Bhitshah.

How to cite:

Madan, A. G. ., & Khoso, A. A. . (2020). U-7 Tawali-al-Anwar Sharh Durr-al-Mukhtar: a comprehensive analysis. Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities , 4(2), 110-122. https://doi.org/10.53575/u7.v4.02(20).110-122
URL: http://www.arjish.com/index.php/arjish/article/view/150

QR Code

Vol: 4, No. 1 | January to June 2020 | Page: 110-122

Published online: 2020-12-06

طوالع الانوار شرح الدر المختار کی خصوصیات: ایک تحقیقی مطالعہ

Tawali-al-Anwar Sharh Durr-al-Mukhtar: a comprehensive analysis

Abdul Ghaffar Madani*
Aijaz Ali Khoso**

Abstract

The most monumental work of Shaikh Abid Sindh is Tawali-al-Anwar Sharh Durr-al-Mukhtar. This book is the most well-known work of all his books. In this article, a brief biography of Shaikh Abid Sindhi has been mentioned, along with his work on Durr-al-Mukhtar. Durr-al-Mukhtar is considered to be one of the most referred books in Hanafi jurisprudence. Most of the Hanafi Scholars made great contribution in the commentary of this book. One of them was Muhammad Abid Sindhi. He recorded precious pearls and knowledge from Noble Quran, Hadith and other authentic books. He cited a large number of Hadith in this commentary from Sihah-e-Sitta and other reliable and authentic books of Hadith to make this book more authentic and also verified the Hadiths from authentic book of Hadith and science of Hadith. He explained the enigmatic text and unfamiliar words. Tawali-al-Anwar deals with other areas like principles of Hadith and Ilm-ur-Rijal, This article aims to justify relevance and accuracy of explanation of the text by reviewing statements. Furthermore, his Comprehensive work and significance of this book is explained briefly.

Keywords: Hanafi, Shaikh Abid sindhi, Islamic jurisprudence, Tawali-al-Anwar , Durr al Mukhtar .

شیخ عابد سندھی، طوالع الانوار شرح الدر المختار

برصغیر پاک وہند میں باب الاسلام سندھ کو یہ شرف حاصل ہے کہ یہ خطہ صدیوں سے تاریخ وثقافت، تہذیب وتمدن، علوم وفنون کا منبع رہا ہے، اس خطے میں مختلف علوم وفنون میں مہارت رکھنے والی کافی عبقری شخصیات کا ظہور ہوا، جو نہ صرف اس خطے، بلکہ عالم اسلام میں اپنے علم وفضل کی وجہ سے معروف ہوئیں، ان شخصیات میں سے شیخ عابد سندھی بھی ہیں، آپ اپنے عہد کے عظیم محدث وفقیہ، ممتاز عالم دین ومصنف تھے، ان کی ہمہ جہت شخصیت دنیا کے علمی حلقوں میں ممتاز مقام رکھتی ہے، ان کی شخصیت وکتب پر مصر، سعودی عرب، کویت، اردن اور پاکستان کی جامعات سے ایک محتاط اندازے کے مطابق ۲۰ کے قریب پی ایچ ڈی وایم فل سطح کے مقالہ جات لکھے جاچکے ہیں، ان کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

نسب وولادت: محدث حجاز شیخ عابد سندھی بن احمد علی انصاری کی ولادت سندھ کے قدیم علمی مرکز سیہون کے ایک علمی گھرانے میں تقریباً ۱۱۹۰ھ میں ہوئی، چوبیسویں پشت میں آپ کا سلسلہ نسب میزبان رسول سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے، آپ

* Assistant Professor, Shaheed Benazir Bhutto University.
Email: abdulghaffar_sng@sbbusba.edu.pk, https://orcid.org/0000-0001-5053-1844
** Assistant Professor, University of Sufism and Modern Sciences, Bhitshah.

کے والد احمد علی انصاری، چچا شیخ محمد حسین انصاری اور دادا شیخ الاسلام محمد مراد انصاری کا شمار بھی اپنے وقت کے متبحر علمائے کرام میں ہوتا تھا اور بالخصوص آپ کے دادا صاحب تصانیف و معروف مفتی تھے۔[1]

علمی اسفار اور تعلیم و تربیت: اس وقت کے دستور کے مطابق ابتدائی تعلیم اپنے والد احمد علی، چچا محمد حسین انصاری اور محمد مراد انصاری سے حاصل کی، پھر اپنے خاندان کے ہمراہ حجاز مقدس کا سفر کرکے کثیر علماء و مشائخ سے مختلف علوم و فنون میں کمال حاصل کیا، سنہ ۱۲۰۸ھ میں اپنے چچا کے ساتھ یمن کا سفر کرکے وہاں کے علماء و مشائخ سے فیضیاب ہوئے، آپ کے علم و فضل سے متاثر ہو کر ۱۲۱۳ھ میں حاکم یمن نے صنعاء میں طبیب خاص کے منصب پر فائز کیا، وہ آپ پر اس قدر اعتماد کرتے تھے کہ والی مصر محمد علی پاشا کے پاس سفیر بنا کر بھیجا تھا، یمن کے وزیر علی بن صالح العماری کی بیٹی سے آپ کی شادی ہوئی، آپ حرمین شریف، طائف اور جدہ، یمن و مصر اور ہند و سندھ کے بہت سے علاقوں میں علمی اسفار کرکے بالآخر مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کرکے درس و تدریس میں مصروف ہوگئے، آپ کے علم و فضل سے متاثر ہو کر مدینہ منورہ کے اہل علم نے آپ کو رئیس العلماء کے لقب سے نوازا۔[2]

آپ کے اساتذہ کرام و مشائخ عظام: شیخ عابد سندھی اپنے والد، چچا اور دادا کے علاوہ جن علما و مشائخ سے فیضیاب ہوئے ان میں سے بعض شخصیات یہ ہیں: محمد زمان ثانی بن محبوب الصمد لنواری والے (متوفی ۱۲۴۸ھ) سے شرف بیعت و اجازت حاصل تھی، ان کے بارے میں شیخ عابد ''حصر الشارد'' میں لکھتے ہیں: ولی اللہ، عارف باللہ، میری آنکھوں نے ان کی مثل فیوضات الہیہ و برکات ربانیہ کا جامع نہیں دیکھا۔[3] صالح بن محمد بن نوح الفلانی (متوفی ۱۲۱۸ھ) عابد سندھی نے ان کی توصیف ان لفظوں میں کی ہے: عظیم محقق، فرید عصر، وحید الدہر، فائق تحریر و تقریر، علامہ فہامہ، خاتم المحدثین۔[4] مفتی یمن، عبد الرحمٰن بن سلیمان بن یحییٰ الاہدل شافعی (متوفی ۱۲۵۰ھ) ان کی تعریف میں لکھتے ہیں: قطب العارفین، امام المحققین، خاتمۃ المحدثین، قدوۃ العلماء الربانیین، امام الائمۃ و مقتدی الامۃ و حجۃ اللہ۔[5] محمد طاہر بن سعید بن محمد سنبل مکی (متوفی ۱۲۱۱ھ) ان کے علاوہ بھی کثیر ارباب علم و نظر سے اکتساب فیض کیا۔

ممتاز تلامذہ و اجازت یافتگان: بلاشبہ شیخ عابد سندھی کے تلامذہ کی تعداد بے شمار ہے اور جن میں سے چند اصحاب علم و فضل یہ ہیں: علامہ ابراہیم بن عبد القادر ریاحی مالکی (متوفی ۱۲۶۶ھ)، حاکم یمن امام متوکل علی اللہ احمد بن امام منصور باللہ علی (متوفی ۱۲۳۱ھ) مفتی مکہ شیخ جمال بن عبد اللہ حنفی (متوفی ۱۲۸۴ھ) حسن بن احمد یمنی، عاکش (متوفی ۱۲۸۹ھ) مفتی مالکیہ شیخ حسین بن ابراہیم (امتوفی ۱۲۹۲ھ) شیخ صدیق بن عبد الرحمن کمال حنفی (متوفی ۱۲۸۴ھ)، امام حرم سلیمان شوبری، شیخ عارف حکمت (متوفی ۱۲۷۵ھ) عبد الغنی ابن ابی سعید مجددی دہلوی (متوفی ۱۲۹۶ھ)، شیخ محمد حسین بن محمد صالح جمل اللیل مکی (متوفی ۱۳۰۵ھ) فضل رسول بن عبد المجید بدایونی (متوفی ۱۲۸۹ھ)[6] محمد

بن خلیل قاوقجی طرابلسی (متوفی ۱۳۰۵ھ) وغیرہ آپ سے فیضیاب ہوئے۔[7]

تبحر علمی: شیخ عابد سندھی مروجہ دینی علوم مثلاً علم تفسیر، علم حدیث، علم فقہ، سیرت، تصوف، تاریخ، طب وغیرہ کے یکتائے عصر تھے، حجاز مقدس بلکہ عالم اسلام کے جید علماء و مشائخ نے آپ کے علم حدیث و تفقہ کی تحسین کی، رئیس العلماء، شیخ الاسلام اور محدث حجاز کے لقب سے نوازا۔[8] آپ اس قدر جامع العلوم تھے کہ ''حصر الشارد'' میں علم تفسیر، علم قراءت، حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، تصوف، طب، ادب، منطق، صرف، نحو وغیرہ کی اسانید ۱۳۰۰ سے زائد کتب پر مشتمل ہے، اور آخر میں لکھتے ہیں: یہ بعض اسانید واجازات ہیں جبکہ میں نے بہت سے اسانید واجازات بخوف طوالت ضبط تحریر نہیں کیں۔[9] آپ مطالعے کے بے پناہ شوقین تھے، کتب صحاح ستہ کو صرف چھ مہینوں میں روایۃً ودرایۃً ختم کیا کرتے تھے۔[10] طوالع الانوار میں ہے: بخاری شریف کا عشرہ اعتکاف میں صرف ۹ دنوں میں مطالعہ کر لیا کرتے تھے۔[11]

علمی تصانیف وتالیفات: شیخ عابد سندھی کی مطبوعہ تصانیف کے نام یہ ہیں: منحۃ الباری فی جمع روایات البخاری، المواہب اللطیفیہ، ترتیب مسند ابی حنیفۃ، ترتیب مسند شافعی، حصر الشارد، مجموع اجازات ورسائل جو کہ ۱۷ رسائل پر مشتمل ہے یہ تین جلدوں میں شیخ احسن عبدالشکور کی تحقیق سے شائع ہوئے۔ ۷۔ الرسائل الخمس (یہ مفتی محمد جان نعیمی کی تحقیق سے شائع ہوئے ہیں)۔ غیر مطبوعہ کتب یہ ہیں: طوالع الانوار شرح الدر المختار، معتمد الالمعی المھذب فی حل مسند شافعی، حاشیہ بیضاوی، شرح تیسیر الوصول، شرح بلوغ المرام، شرح الفیہ، روض الناظرین فی اخبار الصالحین وغیرہ کے علاوہ کافی کتب ورسائل زمانے کی دستبرد سے محفوظ نہ رہ سکے۔

شیخ عابد سندھی اہل علم کی نظر میں: کثیر اہل علم وارباب نظر نے شیخ عابد سندھی کی عظمت وفضیلت کا اعتراف کر کے انہیں عمدہ القاب سے نوازا ہے: شہاب الدین محمود بن عبداللہ آلوسی، (صاحب تفسیر روح المعانی، متوفی ۱۲۷۰ھ) لکھتے ہیں: عالم، زاہد، بحر العلوم، صاحب تصانیف کثیرہ، شیخ عابد سندھی۔[12] شیخ حسن بن احمد عاکش رقم طراز ہیں: شیخ عابد سندھی دور اندیش ودقیقہ رس فقیہ و متبحر عالم تھے، متون احادیث پر کامل نظر رکھنے والے ایسے عظیم محدث تھے جو کہ علل حدیث ونقد رجال میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے۔[13] شیخ عبدالحہ بن عبدالکبیر کتانی (متوفی ۱۳۸۲ھ) لکھتے ہیں: محدث حجاز، جامع العلوم، المحدث، الحافظ، متبحر فقیہ، زاہد دنیا، محی سنت، شیخ عابد سندھی۔[14]

وفات حسرت آیات: آسمان علم وفضل کا یہ نیر تاباں مدینہ منورہ میں ۱۷ ربیع الاول ۱۲۵۷ھ کو غروب ہوا، اور آپ حضرت سیدنا عثمان غنی کے مزار مبارک کے قریب آسودہ خاک ہوئے۔[15]

در مختار اور اس کی شروحات کا مختصر تعارف واہمیت:

علوم اسلامی میں فقہ اسلامی کو جو قدر و اہمیت حاصل ہے وہ محتاج تعارف نہیں، فقہی علوم میں میں کثیر اہل علم نے کتب و شروحات تحریر کیں ، خصوصاً ائمہ احناف کی تحریر کردہ فقہی کتب کا احاطہ کرنا آسان نہیں، مشہور فقیہ محمد بن عبداللہ تمرتاشی (متوفی ۹۳۹ھ) نے تنویر الابصار کے نام سے کتاب تحریر کی، جس کی شہرت کے حوالے سے در مختار کے مؤلف محمد بن علی المعروف علاءالدین حصکفی (متوفی ۱۰۸۸ھ) لکھتے ہیں: تنویر الابصار ضبط و تصحیح اور اختصار میں اپنے فن کی تمام کتب پر فائق ہے، مجھے زندگی کی قسم کہ اس سے گلستان علم کی کلیاں مہک اٹھیں اور نہریں رواں ہوئیں، اس کے عجائبات و تحقیقات کے ثمرات چیدہ و پسندیدہ ہیں، اور اس کے غرائب و تدقیق کے ذخائر نے اہل علم کو حیرت میں ڈال دیا ہے۔[16]

مختلف ارباب علم نے تنویر الابصار پر کثیر حواشی و شروحات تحریر کیں، مگر ان میں سے جتنی مقبولیت در مختار کو ملی اتنی کسی اور کتاب کو نہ مل سکی، در مختار طویل عرصہ سے عوام و خواص کے درمیان متداول ہے۔ در مختار کی توصیف کرتے ہوئے علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں: چار سُو در مختار کا شہرہ عام ہو گیا، اس کی بے پناہ مقبولیت نے دنیا کے شہر در شہر طے کر ڈالے، آفتاب کی مانند اس کی شہرت روشن ہے، ہمہ تن لوگ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ کتاب سب کا مرجع و ماخذ بن گئی، یہ فقہ کا ایک زریں باب ہے، یہ بے شمار تنقیح و تصحیح کردہ ایسے مسائل و اقوال سے مزین ہے جو کثیر کتب میں عنقاء ہیں، افکار کے ہاتھوں اب تک اس طرز کا کوئی نمونہ منصہ شہود پر نہیں آیا۔[17] شروحات در مختار میں علامہ شامی محمد امین بن عمر عابدین (متوفی ۱۲۵۲ھ) کا تحریر کردہ حاشیہ رد المحتار علی در المختار فقہی دنیا میں ایک نادر اضافہ ہے، ایک حاشیہ مفتی مصر شہاب الدین احمد بن محمد بن اسماعیل طحطاوی (متوفی ۱۲۳۱ھ)[18] کا حاشیۃ الطحطاوی کے نام سے معروف ہے، اس کے علاوہ منحۃ الباری لمصطفی الانصاری (رحمتی) تحفۃ الاخیار علی الدر المختار (حلبی) دلائل الاسرار علی الدر المختار (الفتال) اصلاح الاسفار ، مفاتیح الاسرار، ضیاء الابصار فی منسک الدُّر المُختار، تعالیق الانوار علی الدّر المختار، نخبۃ الافکار علی الدر المختار، سلک النضار علی الدر المختار وغیرہ کے علاوہ ۵۰ سے زائد حواشی و شروحات مخطوطات کی شکل میں لائبریریوں میں محققین کی توجہ کے طالب ہیں۔[19]

سندھ کے اہل علم نے بھی در مختار کو غیر معمولی اہمیت سے نوازا، یہ کتاب ایک عرصہ سے سندھ میں درس وتدریس و فتاویٰ جات میں معروف ہے، در مختار سے سندھ کے اہل علم کی وابستگی کس قدر پختہ تھی وہ اس بات سے واضح ہوتی ہے کہ مخدوم ہاشم ٹھٹوی کی سوانح میں ڈاکٹر عبدالرسول مگسی لکھتے ہیں: ایک عرب شیخ مخدوم ہاشم ٹھٹوی کے یہاں مدرسہ میں تشریف فرما ہوا، اس عرب شیخ کے پاس فقہ حنفی کی مشہور کتاب در مختار موجود تھی، وہ کتاب مخدوم صاحب نے ان عرب مہمان سے عاریتاً مطالعہ کے لیے لی تو عرب شیخ نے کہا آج کی رات آپ کو اجازت ہے، مطالعہ کریں، نوٹ لیں، مخدوم صاحب نے کتاب لی اور جلد کھول کر مدرسے کے چند تلامذہ کو دی کہ اس کو نقل کرکے پھر ویسی

ہی بائنڈنگ کر لیں، کتاب کل کو واپس کرنی ہے، تلامذہ نے رات کی رات میں اس کتاب کی عمدہ نقل تیار کر لی، صبح کو جب عرب شیخ نے کتاب طلب کی تو مخدوم صاحب نے ایک کے بجائے دو کتب دکھائیں تو عرب شیخ مخدوم صاحب کے علمی ذوق کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔[20]

کتب تاریخ میں سندھی علمائے کرام کے سات حواشی و شروحات کا پتہ چلتا ہے، ان میں قرۃ الانظار شرح الدر المختار از ابوالطیب محمد بن عبدالقادر سندھی (متوفی ۱۱۴۹ھ)، حاشیہ در مختار از ابوالحسن صغیر سندھی (متوفی ۱۱۸۷ھ)،[21] رش الانوار علی الدر المختار از نعمان ثانی مخدوم عبدالواحد سیوستانی (متوفی ۱۲۲۴ھ)، البحر الذخار شرح الدر المختار از شیخ ابراہیم بن شیخ فیض اللہ سندھی،[22] فوح الاذہار علی الدر المختار از مولانا ہدایت اللہ بن محمد حسن ہالائی،[23] حل المشکلات حاشیۃ علی الدر المختار از مخدوم عبدالکریم متعلوی (متوفی ۱۲۶۵ھ) اور طوالع الانوار شرح الدر المختار از شیخ عابد سندھی (۱۲۵۷ھ)۔

شیخ عابد سندھی کی تحریر کردہ طوالع الانور شرح الدر المختار جامعیت کے اعتبار سے تمام شروحات پر فائق ہے، طوپ کاپی میوزیم، استنبول میں مؤلف کا تحریر کردہ مخطوطہ اٹھ جلدوں میں (۶۷۲۰) صفحات پر مشتمل ہے، جس کے ہر ورق میں ۳۷ سطریں ہیں۔[24] اور مکتبۃ الازہریہ قاہرہ میں شیخ عبدالقادر بن مصطفی الرافعی (متوفی ۱۳۲۳ھ) کا وقف کردہ ایک کامل نسخہ موجود ہے، یہ تقریباً ۱۶ جلدوں پر مشتمل ہے، اس کے علاوہ حرم مکی، مکتبہ سیدہ زینب مصر، پاک وہند اور لیڈن یونیورسٹی میں بھی اس کے بعض ناقص نسخے موجود ہیں۔ طوالع الانوار کو لکھنے کی ابتداء سنہ ۱۲۳۶ھ میں ہوئی اور ۲۸ جمادی الاول ۱۲۵۱ھ میں اس کی تکمیل ہوئی، یعنی شیخ عابد سندھی نے اس شرح کی تکمیل میں تقریباً ۱۵ سال صرف کئے، طوالع الانوار علمی تحقیق و فقہی مسائل کا عظیم شاہکار ہونے کے ساتھ احناف کی مؤید کثیر احادیث کا نادر ذخیرہ ہونے کے ساتھ آپ کی فقہی جزئیات پر عمیق نظر کا عظیم شاہکار ہے۔

طوالع الانوار شرح الدر المختار کا اسلوب:

طوالع الانوار در مختار کی سب سے جامع و مستند شرح ہے، یہ شرح کثیر صحیح احادیث کے ساتھ فقاہت، وذکاوت، علم ودانش کے گوہر نایاب کا عمدہ خزینہ ہے۔ اس میں شارح نے یہ نہج واسلوب اختیار کیا کہ در مختار کی عبارت کی لغوی وضاحت کے ساتھ مسائل کی توضیح و تسہیل کرتے ہوئے مختلف فوائد و نکات اور استخراج مسائل سمیت اہم ترین مسائل کی توضیح و تسہیل کی کوشش کی ہے، در مختار کی ہر فرع کی نسبت اس کی اصل کتب کی طرف کرنے میں غیر معمولی دقت سے کام لیتے ہوئے ہر شے کو حق کے دلائل و حجج اور مسائل کی تعلیلات کو اصل کتب سے نقل کرنے کی سعی کی ہے، مذاہب اربعہ کو بھی ذکر کرتے ہوئے مختلف کتب احناف سے تائیدی مواد اور حنفی مذہب کی مؤید احادیث کو بکثرت نقل کیا ہے، احادیث کی تخریج کے ساتھ بعض مقامات پر شواہد و توابع بھی بیان کئے ہیں، سند حدیث پر بھی کلام کیا ہے، یعنی راوی کے

ثقہ یا ضعیف ہونے کی بھی صراحت کی ہے، در مختار میں موجود بعض کتب وان کے مصنفین کا مختصر تعارف بھی مذکور ہے، بعض اوقات موقع مناسبت سے لغوی، نحوی، صرفی ابحاث اور عربی اشعار نقل کئے ہیں، مختلف فیہ مسائل پر اپنی تحقیق پیش کرنے کے ساتھ مفتی بہ اور راجح اقوال بیان کرنے کی حتی المقدور کوشش کی ہے، در مختار کی کثیر شروحات سے استفادہ کیا ہے، مشکل الفاظ کی معانی، فقہی احکام کے ساتھ علمی لطائف و نادر نکات سے مرصع یہ نادر شرح تحقیقی ابحاث میں کثیر شروحات در مختار سے فائق و برتر ہے۔ یہاں طوالع الانوار شرح الدر المختار کے اسلوب و خصوصیات کو مختصراً مع امثلہ پیش کرنے کی سعی کی جاتی ہے۔

علم حدیث، تخریج حدیث واسماء رجال پر کمال دسترس:

شیخ عابد سندھی علم حدیث میں غیر معمولی دسترس رکھتے تھے، مثلاً در مختار میں حدیث ہے: عاشورے کے دن اہل عیال پر وسعت کرنے والی حدیث صحیح ہے۔ اس پر شیخ عابد سندھی لکھتے ہیں: اس حدیث کے تمام لفظ یہ ہیں: جو شخص دسویں محرم کو اپنے اہل و عیال پر کشادگی کرے تو اللہ تعالی تمام سال اس پر وسعت کرے گا۔ حضرت جابر کہتے ہیں میں نے ۴۰ سال تجربہ کیا کبھی خلاف نہیں ہوا۔ اس حدیث کو بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو سعید خدری، ابو ہریرہ، ابن مسعود اور جابر سے حدیث نقل کی ہے اور ابو الفضل عراقی نے امالیہ میں حضرت ابو ہریرہ نقل کی ہے، اس کے طرق صحیح ہیں، ابن جوزی نے موضوعات میں سلیمان بن ابی عبید اللہ سے یہ حدیث بیان کی اور کہا سلیمان مجہول ہیں۔ ابن حبان ''ثقات'' میں یہ حدیث نقل کر کے لکھتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور حضرت جابر سے روایت کردہ حدیث امام مسلم کے شرائط کے مطابق ہے۔ ابن عبد البر نے استذکار میں ان سے اور ابی زبیر سے اس حدیث کی صحیح ترین سند بیان کر کے لکھتے ہیں: یہ حدیث عبد اللہ بن عمر سے بھی مروی ہے۔ ابو سعود کہتے ہیں اس حدیث کی اسناد اگرچہ تمام کی تمام ضعیف ہیں مگر بعض اسناد بعض سے مل کر قوی ہو جاتی ہیں اور ابن جوزی کا موضوع کہنا درست نہیں۔ ابو الحسن سندھی کہتے ہیں بعض اہل تحقیق کہتے ہیں یہ حدیث ثقہ راویوں سے مروی ہے۔ شیخ عبد الحق دہلوی ابن حجر سے نقل کرتے ہیں: ابن تیمیہ کا اس حدیث کا انکار کرنا وہم ہے اور امام احمد کا اس کو صحیح نہ کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ حدیث حسن لغیرہ نہ ہو، علم حدیث میں حسن لغیرہ قابل حجت ہے۔[25] کتاب الحج میں حدیث ہے: رسول اکرم ﷺ مقام جحفہ پر حمام میں تشریف لے گئے۔ اس پر شیخ عابد سندھی لکھتے ہیں: اس حدیث کو امام نووی نے شرح مہذب میں بہت زیادہ ضعیف قرار دیا ہے، علامہ دمیری نے بھی اس حدیث کی تضعیف کی ہے، موضوع ہونے کا احتمال ظاہر کیا ہے، حافظ ابن کثیر نے کہا ائمہ حدیث کا اس کے موضوع ہونے پر اتفاق ہے، ابن حجر مکی نے شرح شمائل میں حفاظ کا اس کے موضوع ہونے پر اتفاق بیان کیا ہے، امام قسطلانی نے لکھا عرب میں حمام معروف نہیں تھا اور یہ تو رسول اکرم ﷺ کے وصال کے بعد جزیرہ عرب میں معروف ہوئے، یہ حدیث صحیح نہیں جیسا کہ محدثین نے کہا ہے۔[26]

روز جمعہ سورہ کہف پڑھنے والے کے لئے حدیث میں مذکور ہے: وہ شخص ایک جمعہ تا دوسرے جمعہ تک محفوظ و مامون رہتا ہے۔ اس بارے میں مختلف احادیث بیان کیں، ان کی اسناد پر محدثین کی تنقید نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: اگرچہ ان احادیث کی اسناد کچھ ضعیف ہیں، مگر کثرت طرق کی بناپر یہ حدیث قوی ہو جاتی ہے۔[27]

در مختار میں باب اذان میں عبداللہ بن زید کا تذکرہ ہوا تو آپ نے ان کا مختصر تعارف پیش کر دیا کہ عبداللہ بن زید ابن ثعلبہ بن عبد ربہ خزرجی انصاری، بدر اور بیعت عقبہ میں شریک ہوئے، ان کے بارے میں امام ترمذی لکھتے ہیں: رسول اکرم ﷺ سے حدیث اذان کے علاوہ ان سے اور کوئی حدیث معروف نہیں، اور ابن عدی نے بھی ان کے بارے میں اس طرح لکھا، مگر یہ درست نہیں، حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: ان سے چھ یا سات روایات منقول ہیں جو کہ میں نے ایک جز میں نقل کی ہیں، عبداللہ بن زید ۳۲ھ میں انتقال فرمایا، امیر المومنین عثمان غنی نے ان کا جنازہ پڑھایا جیسا کہ ان کے بیٹے سے مدائنی نقل کرتے ہیں۔ امام حاکم کہتے ہیں صحیح یہ کہ احد میں ان کی شہادت ہوئی اور ان سے مروی تمام روایات منقطع ہیں، حاکم نے یہ اختلاف مستدرک میں نقل کیا ہے۔[28] اس کے علاوہ بھی طوالع الانوار کے مختلف مقامات پر علم حدیث و اصول حدیث و اسماء الرجال پر نفیس تحقیق پیش کر کے آپ نے ثابت کیا کہ احادیث نبوی کی تعبیر و تشریح پر آپ کو کمال دسترس اور کتب احادیث سے متعلقہ احادیث تخریج و تحقیق کرنے میں بے پناہ بصیرت حاصل تھی۔

فقہی مذاہب کا بیان:

فقہ میں شیخ عابد سندھی کمال درک رکھا کرتے تھے، فقہی مذاہب میں تبحر اس قدر تھا کہ بعض اوقات شرح میں ائمہ اربعہ کے موقف کے ساتھ دیگر اہل ظواہر و مجتہدین کے مسالک کو بھی مع دلائل بیان کر دیتے ہیں، مثلاً ایک مقام پر شارح موصوف رقم طراز ہیں: مستعمل پانی طاہر ہے جیسا کہ مشائخ عراق کہتے ہیں۔ اس حوالے سے امام ابو حنیفہ کی دو قول ہیں، ایک قول امام محمد سے منقول ہے کہ مستعمل پانی پاک ہے مگر پاک کرنے والا نہیں، اس قول کو امام زفر، عامر نے بھی امام سے روایت کیا ہے، جیسا کہ قاضی خان نے بیان کیا اور ایک روایت امام ابو یوسف و حسن بن زیاد کی ہے کہ مستعمل پانی نجس ہے، مشائخ نے امام محمد کے بیان کردہ قول کی تصحیح کی ہے، یہ قول مختار ہے عام کتب فقہ میں یہ قول ہی معتمد ہے اسی پر فتویٰ ہے۔ کافی اور مصفی میں بھی اسی پر فتویٰ ہے، ولولوالجیہ اور تجنیس میں یہ بھی بیان ہوا کہ امام محمد کی روایت پر فتوی عموم بلویٰ کی بناپر ہے، امام نووی نے امام شافعی سے منقول صحیح قول یہ بیان کیا کہ مستعمل پانی پاک اور غیر مطہر ہے، امام احمد بن حنبل کا بھی مختار قول یہی ہے، ایک روایت امام مالک سے اسی قول پر ہے، یہ جمہور سلف و خلف کا قول ہے۔ پھر شارح نے فریقین کے مختلف دلائل بیان کئے ہیں اور آخر میں جمہور کے اس قول کی تائید کی کہ مستعمل پانی طاہر اور غیر مطہر ہوتا ہے۔[29] اس طرح در مختار کی عبارت میں تارک

نماز کی تکفیر کا بیان ہوا تو اس مسئلے پر کافی تحقیق کے بعد لکھتے ہیں: جمہور علما و ائمہ احناف مع ابو حنیفہ، مالک، شافعی اور ایک روایت کے مطابق امام احمد کے نزدیک تارک نماز کی تکفیر نہیں کی جائے گی، یہ حقیقت ہے قصداً نماز ترک کرنے والے کی تکفیر ایک جماعت نے کی ہے، جن میں عمر بن الخطاب، علی بن ابی طالب، عبد اللہ بن عباس، عبد اللہ بن مسعود، جابر بن عبد اللہ، معاذ بن جبل، اور ابو درداء شامل ہیں، صحابہ کرام کے علاوہ عبد اللہ بن مبارک، مشہور روایت کے مطابق امام احمد اور ان کے جمہور اصحاب کا بھی تکفیر پر اتفاق ہے۔ اس کے علاوہ اسحاق بن راھویہ، ابراہیم نخعی، حکم بن عیینہ، ابو ایوب سختیانی، داؤد طیالسی، زہیر بن حرب، ابن حبیب، نیز بعض مالکی و بعض شوافع بھی تکفیر کے قائل ہیں۔ قائلین تکفیر کا استدلال ترمذی و ابن حبان امام حاکم کی روایات ہیں۔ جبکہ احناف کے نزدیک تارک نماز اگر نماز کا ہی انکاری ہے تو تکفیر میں اختلاف نہیں، اگر فرضیت کا انکار نہیں کرتا تو جمہور اس کی تکفیر نہیں کرتے۔[30]

کثیر فقہی جزئیات کا بیان:

شیخ عابد سندھی فقہی جزئیات و ان کے مراجع پر خوب عبور رکھتے تھے، در مختار کی عبارت کی مناسبت سے حدیث و فقہ کی معتمد کتب میں جہاں کہیں جزئیات پائی جاتی ہیں، وہ تمام آپ کے پیش نظر تھیں، لہٰذا اس شرح میں مختلف مقامات پر جزئیات کی کثرت نظر آتی ہے، قرآن کریم میں نماز وسطیٰ کی حفاظت کرنے کی تاکید بیان ہوئی صلاۃ الوسطیٰ سے کیا مراد ہے اس حوالے سے لکھتے ہیں: مختار مذہب یہ ہے صلاۃ وسطیٰ سے مراد عصر نماز ہے جیسے امام بخاری حدیث علی اور امام احمد اور ترمذی سمرۃ بن جندب سے روایت نقل کرتے ہیں: صلاۃ وسطیٰ نماز عصر ہے۔ یہ حدیث ابی مالک اشعری سے مرفوعاً بھی امام احمد و ترمذی روایت کرتے ہیں، ابن حبان و ترمذی ابن مسعود سے بھی یہ روایت کرتے ہیں، ابن جریر بھی صلاۃ وسطیٰ سے نماز عصر مراد لی ہے۔ صلاۃ وسطیٰ میں اختلاف ہے: علامہ دمیاطی نے ۱۷ اقوال بیان کئے ہیں، شیخ عابد سندھی نے مختلف کتب واحادیث و حافظ ابن حجر سے نقل کر کے ۱۲۱ اقوال بیان کئے ہیں، جن میں جمہور نے صلاۃ وسطیٰ سے مراد عصر نماز لی ہے: بعض کے نزدیک یہ فجر نماز ہے، اس کے قائلین میں حضرت ابی امامہ، انس و جابر اور ابی عالیہ عبید بن عمر، عطا، عکرمہ اور مجاہد وغیرہ ہیں ایک قول امام مالک و شافعی کا بھی ہے، تیسرا قول یہ ہے اس سے ظہر کی نماز مراد ہے یہ قول زید بن ثابت کا ہے جو حضرت عائشہ و ابو سعید سے بیان کرتے ہیں ایک قول امام ابو حنیفہ کا بھی ہے۔ چوتھا قول نماز مغرب مراد ہے، ابن ابی حاتم نے اسناد حسن میں حضرت عائشہ سے مروی روایت بیان کی ہے، پانچواں قول عشاء کی نماز مراد ہے جیسے واحدی نے بیان کیا۔ چھٹا قول پانچوں نمازیں مراد ہیں، ابن ابی حاتم ابن عمر سے مروی روایت سند حسن سے بیان کی ہیں، ساتواں قول اس مراد جمعہ نماز ہے جس کے قائلین ابن حبیب مالکی اور قاضی حسین شافعی ہیں۔ اس طرح آپ نے اکیس اقوال جمع کر دیے۔[31] ایک مقام پر در مختار کی عبارت ہے: اگر رمضان میں مجنون کو کسی رات میں افاقہ ہو یا آخر روز بعد زوال افاقہ ہو تو

اس پر قضا لازم نہیں اور اسی پر فتویٰ ہے جیسا کہ مجتبیٰ، نہر میں درایہ سے منقول ہے۔ اس شرح کرتے ہوئے شیخ عابد سندھی نے اس کی تائید میں مزید کتب احناف سے اقتباسات نقل کر دیے: صاحب بحر نے لکھا کہ سراج ہندی نے شرح مغنی میں تصحیح کی، نور الایضاح نے بھی اس کو اختیار کیا اور صاحب نہایہ، ظہریہ، قاضی خان، شرنبلالیہ اور استیجابی اور حمید الدین ضریر وغیرہ نے بھی اس کی تصحیح کی، ذخیرہ میں بھی اس تصحیح کو نقل کیا ہے، اور یہ بھی نقل کیا ہے کہ لزوم قضا بھی صحیح ہے، اس طرف صاحب فتح القدیر مائل ہیں، شرح ملتقی میں اس کو ظاہر روایہ کہا اور اس کی مثل شرح تحریر اور بدائع میں ہمارے اصحاب کی طرف نسبت کیا ہے اور اختلاف نقل نہیں کیا۔ اور یہی قدوری، کنز، ہدایہ سے ظاہر ہوتا ہے، حاصل یہ کہ لزوم قضا و عدم لزوم قضا دونوں اقوال کی تصحیح متون میں ملتی ہے اور معتمد دوسرا قول ہے کہ کیونکہ وہ ظاہر روایہ اور متون کا بھی معتمد ہے۔[32]

در مختار کی عبارت کے مراجع و حوالہ جات میں اضافہ:

در مختار میں ہے: اگر طلوع آفتاب کے عوام نماز فجر ادا کریں تو اس وقت ان کو نماز کی ادائیگی سے روکا نہیں جائے گا کیونکہ وہ نماز چھوڑ دیں گے اور بعض کے نزدیک اس وقت نماز ادا کرنا جائز ہے (یہ اہل حدیث و امام شافعی کے نزدیک ہے) اور یہ بالکل چھوڑ دینا سے اولیٰ ہے جیسا کہ قنیہ میں ہے، صاحب در مختار نے صرف ایک کتاب کا تذکرہ کیا، شیخ عابد سندھی نے اس میں مزید کتب کا تذکرہ کر دیا کہ حلوانی، نسفی، مصفی اور حمید الدین و محبوبی وغیرہ قائلین کا تذکرہ کرکے اس قول کی افادیت مزید بڑھا دی۔ مزید یہ وقت فجر میں کوئی اختلاف نہیں اس کے قائلین میں صاحب ہدایہ، غایہ، عنایہ، زیلعی، عینی، صاحب بحر اور ان کے بھائی وغیرہ ہے اور ائمہ اربعہ شامل ہیں، امام زیلعی لکھتے ہیں امت کا اجماع ہے فجر کا اول وقت صبح صادق ہے اور آخری وقت طلوع آفتاب ہے۔[33] کپڑے یا بدن پر نجاست خفیفہ چوتھائی سے کم ہو تو معاف ہے اس کی شرح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: اس سے مراد جس ٹکڑے پر نجاست ہو اس کی چوتھائی مراد ہے، اور یہ قول مختار ہے جیسا کہ حلبی میں ہے اور نہر میں بھی اس قول کو راجح قرار دیا اور حقائق میں بھی علیہ الفتوی لکھا اور صاحب تحفہ، محیط، بدائع، مجتبی، سراج وغیرہ نے اس قول کی تصحیح کی ہے۔ مزید یہ کہ حاشیہ منح، فتح اور بحر اور مبسوط سے ماخوذ بحث نقل کرکے صاحب در مختار کی عبارت کی تائید کی ہے۔[34] در مختار میں بیان کردہ تیمم کے طریقے پر لکھتے ہیں: یہ احوط ہے ابو شجاع، حلوانی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے، النصاب میں ہے: یہ استحسان ہے ہم اس کو احوط کہتے ہیں اسی قول کی طرف استیجابی اور قاضی خان گئے، بحر، بزازیہ اور امداد کا میلان بھی اس کی طرف ہے۔ یعنی شارح نے اصل، ذخیرہ، تحفہ، محیط، زاد الفقہاء، بحر، بزازیہ، امدایہ وغیرہ سے اقتباسات نقل کرکے اس قول کو مزید پختہ کر دیا۔[35] ایک مقام پر غرر الاذکار کتاب کا تعارف کراتے ہوئے لکھا کہ یہ درر البحار کی شرح ہے جو کہ مشہور حنفی عالم علامہ قونوی کی تحریر کردہ ہے نیز شیخ بخاری نے اس کی شرح غرر الافکار کے نام

سے کی ہے، مزید یہ کہ حنفی فقیہ و محدث قاسم قطلوبغانے بھی شرح تحریر کی ہے۔ کتب فقہ میں حاوی لکھا جاتا ہے اس سے اکثر مراد حاوی از زاہدی مراد ہوتا ہے ویسے حاوی حصیری وحاوی قدسی بھی اہل علم کے یہاں معروف ہیں۔[36]

مشکل الفاظ کی لغوی، صرفی تحقیق اور اشعار کا بر محل استعمال:

شیخ عابد سندھی لغت وادب بھی کافی کمال کی مہارت رکھتے تھے، شرح کرتے ہوئے ائمہ لغت کے اقوال سے لفظ کی وضاحت کرتے ہیں، مثلاً باب اقالہ میں لفظ اقالہ کی لغوی تحقیق مصباح، صحاح، قاموس سے نقل کی ہے: یہ اجوف یائی ہے، بعض نے اس کو اجوف واوی یعنی قول سے مشتق مانا ہے اور یہ درست نہیں پھر امام زیلعی کا کہنا کہ اقالہ قول سے مشتق ہے اور ہمزہ اس میں سلب کا ہے، اسکا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں: عرب بولتے ہیں قلت البیع بالکسر اگر قول سے مشتق ہوتا تو قُلت البیع بالضم بولتے اور اس کا مصدر بھی قیلا یعنی ثلاثی یائی سے آتا ہے، اور جوہری، فیروزآبادی اور صاحب مصباح نے بھی اس کو مادہ ق ی ل میں ذکر کیا ہے اگر قول سے ہوتا تو مادہ ق و ل میں ذکر کرتے۔[37] اس طرح ایک مقام پر لفظ قریش کی تحقیق لکھتے ہیں: یہ اصل میں ایک شخص نضر بن کنانہ کا نام تھا پھر اس کی اولاد کو قریش کے نام سے معنون کر دیا گیا جیسا کہ عمومی طور پر رائج ہے۔ بعض نے کہا قریش قرش کی تصغیر ہے، جس کی معنی کسب اور جمع کرنا ہے، بعض کے مطابق یہ قریش مصدر سے ماخوذ ہے، اور قرش یقرش یہ ضرب یضرب سے ہے۔ اور اس وجہ سے شافعی و عراقی کے نزدیک قریش سے مراد اکثر ہے: امام نووی بھی کہتے ہیں یہ ہی مشہور ہے، بعض کہتے ہیں قریش ایک سمندری جانور ہے جیسا کہ عمرو حمیری نے شعر کہا:

وقريش هي التي تسكن البحر .. . . بها سميت قريش قريشا

اور یہ بھی کہا گیا ہے قریش تقریش سے ماخوذ ہے جس کی معنی تفتیش و جستجو ہے کیونکہ نضر بن کنانہ حاجت مندوں کی تلاش میں رہتے تھے تاکہ ان کی مدد کی جاسکے اس وجہ سے ان کو قریش کہا گیا۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ اقراش سے ہے اس کی معنی ہے جھنڈوں اور نیزوں کا آپس میں ٹکرانا وغیرہ۔[38] کتاب الصوم میں لفظ صوم کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں: سکوت و خاموشی کو بھی صوم کہا جاتا ہے کیونکہ یہ کلام سے رکنا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کے متعلق فرمایا: {إني نذرت للرحمن صوما}[39] یعنی میں نے خاموشی وسکوت کی نذر مانی ہے نیز یہ ان کے دین میں جائز تھی۔ عرب کے مشہور شاعر نابغہ کہتے ہیں:

خيل صيام وخيل غير صائمة تحت العجاج وأخرى تعلك اللجما

یعنی چلنے سے روکے ہوئے گھوڑے اور دوڑتے ہوئے گرد و غبار اڑتے گھوڑے اور ایسے دوسرے گھوڑے جو کہ لگام چباتے ہیں۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے اونٹنی رکی ہوئی ہے کھڑی ہوتی معلوم نہیں ہوتی۔ جیسے عرب شاعر راجز کہتے ہیں: **والبكرات شرهن الصائمه** یعنی اور جوان

اونٹنیاں ان کی خرابی یہ ہے کہ وہ چلتی اور گھومتی نہیں ہیں۔[40]

طوالع الانوار شرح الدر المختار کے مصادر و مراجع:

رئیس العلماء عابد سندھی کے نایاب کتب خانے کا شمار مدینہ منورہ کے عظیم کتب خانوں میں ہوتا تھا، لہذا طوالع الانوار میں جن مصادر کا استعمال ہوا ان کی فہرست میں مشہور کتب تفاسیر و احادیث سمیت مشہور شروحات حدیث میں فتح الباری، عمدۃ القاری، المنہاج، مرقاۃ، الطیبی، لمعات، الاستذکار، التمہید وغیرہ سے استفادہ لیا ہے، فقہ حنفی کی امہات کتب جن میں کتب ظاہر الروایۃ، بدائع الصنائع، فتح القدیر، النہر الفائق، البحر الرائق، تبیین الحقائق، مراقی الفلاح، امداد الفتاح، شرح ملا مسکین، منح الغفار، حاشیۃ الدرر، مجمع الانہر، غمز عیون البصائر، قدوری، ہدایۃ، جامع الرموز، محیط، قنیہ، حاوی، شرح غرر، مبسوط، خانیہ، عالمگیری، تتار خانیۃ، تجنیس، اور در مختار کے مختلف حواشی حاشیہ حلبی، طحطاوی، القتال، الرحمتی، المدنی، ابی الطیب، السندی وغیرہ سے استفادہ کیا۔ ان کتب کے علاوہ بھی کثیر کتب کے حوالہ جات سے مزین یہ شرح علم حدیث و دیگر علوم میں آپ کے علمی تبحر کا ایک درخشاں باب ہے۔

خلاصہ کلام:

عالم اسلام کے عظیم حنفی محقق ڈاکٹر سائد بکداش رقم طراز ہیں: اس شرح میں انتہائی غور و فکر اور عمیق نظر سے جملہ مسائل و جزئیات پر عمدہ تحقیق کی گئی ہے، اور بیان کردہ مسائل کے بارے میں کثرت دلائل کا اہتمام کیا ہے، کثیر احادیث سے احناف کے مؤقف کی تائید کی ہے۔ تسامحات پر تنبیہات، اشکالات و اعتراضات کے احسن جوابات، متعارض اقوال میں تطبیق، لغوی و ادبی تحقیق سے مزین و دلائل کی فروانی سے مرصع ہے، یعنی اس شرح میں عابد سندھی نے آیات کریمہ، احادیث مبارکہ و کثیر معتمد و راسخ فقہاء کے اقوال کا اس قدر عظیم ذخیرہ جمع کر دیا ہے کہ ماضی قریب میں اس کی نظیر ملنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔[41] اس قدر محاسن و کمالات سے مزین یہ عظیم شرح محققین و علمی اداروں کی توجہ کی طلب گار ہے کہ اس کو تحقیق کے ساتھ باوقار انداز سے زیور طباعت سے آراستہ کیا جائے تاکہ علم کی متلاشی اس نایاب شرح سے مستفید ہو سکیں۔

References

[1] Shukani, Muhammad bin Ali, Al Badar ut Talie, Beirut, Dar al Marifa, vol.02, p.227 & Dr, Saa'id bin Muhammad Bakdash, Al imam, al faqeeh, Al Muhadith, Shaikh Abid Sindhi, Beirut, Dar-al Bashaer, p.73.

[2] Saa'id Bakdash, Shaikh Abid Sindhi, p.107, 109, 186.

[3] Ibid. p.204

[4] Sindhi, Abid bin Ahmad Ali, Hasar Us Sharid, Riyadh, Makaba al Rushd, vol. 02, p.303, 338, 357.

[5] Ibid, p.162, 208, 305

[6] Hasani, Abdul Hay bin Fakhar uddin, Nuzhat al Khawatir, Beirut: Dar Ibn e Hazam, vol. 07, p.1065

[7] Saa'id Bakdash, Shaikh Abid Sindhi, p.238

[8] AL-Katani, Abdul Hay bin Abdul Kabeer, Fahris ul Faharis, Beirut: Dar Gharb il Islami, 1986, vol. 02, p.720.

[9] Sindhi, Abid bin Ahmad Ali, Hasar Us Sharid,. vol. 02, p.709

[10] Ibid. vol. 2, p.722

[11] Sindhi, Abid bin Ahmad Ali, Tawali-al-Anwar, Makkah,Jamia Um ul Quraa, Microfilm No: 116 Hanafi, vol. 03, p.332

[12] Saa'id Bakdash, Shaikh Abid Sindhi, p.155

[13] Akish, Hasan Bin Ahmad, Hadiq uz Zhar fi Ziker Ashiyakh w Ayan ul Asar, Manuscript. p.131

[14] AL-Katani, Abdul Hay bin Abdul Kabeer, Fahris ul Faharis, vol. 02, p.720.

[15] Saa'id Bakdash, Shaikh Abid Sindhi, p.125

[16] Ibn e Abdeen, Muhammad bin Umer, Rad ul Muhtar, Riyadh, dar ul Alim, vol. 01, p. 91.

[17] Ibid, vol. 01, p.69

[18] Baghdadi, Ismail Pasha bin Muhammad Ameen, Hadyat ul Arfeen, Beirut: Dar Ihya e Turath ul Arabi, vol. 01, p.184

[19] Alfarfor, Muhammad Abdul lateef, Ibn e Abdeen o Asar hu fil fiqh ul Islami, Syria, Dar ul Bashair, 2001, vol. 01, p.616.

[20] Magsi, Abu ur Rasool, Makhdoom Muhammad Hashim Thatvi, Jamshoro, Sindhi Adabi Board, 2006, p. 149.

[21] Saa'id Bakdash, Shaikh Abid Sindhi, p.383

[22] Baghdadi, Ismail Pasha, Hadyat ul Arfeen , vol. 01, p.184

[23] Sidiqui, Makhdoom Saleemulah, Khazeen tul Makhtotat, Jamshoro, Sindhi Adabi Board, 2006, vol. 02. p.473

[24] Fahmi, Adam Qarati, Fehras Makhtotat, Istanbual, Qasar top kapi, Markaz Tahqeeq Makhtotat, vol. 2, p. 590

[25] Sindhi, Abid bin Ahmad Ali, Tawali al Anwar, vol. 03, p.275

[26] Ibid, vol. 04, p.75

[27] Ibid, vol. 02, p.523

[28] Ibid, vol. 01, p.488

[29] Ibid, vol. 01, p.207

[30] Ibid, vol. 01, p.431

[31] Ibid, vol. 01, p.450

[32] Ibid, vol. 03, p.194
[33] Ibid, vol. 01, p.443
[34] Ibid, vol. 01, p.386
[35] Ibid, vol. 01, p.252
[36] Ibid, vol. 01, p.470
[37] Ibid, vol. 10, p.278
[38] Ibid, vol. 02, p.04
[39] Maryam, 19: 26
[40] Sindhi, Abid bin Ahmad Ali, Tawali al Anwar, vol. 03, p.275.
[41] Saa'id Bakdash, Shaikh Abid Sindhi, p.410